ایک تار دیا یاد رہے ابھی یہ انگریزوں کا زمانہ تھا تار میں درج تھا فوراً آیئے حافظ ابراہیم صاحب الیکشن میں کھڑے ہیں مگر کنویسنگ بہت کمزور چل رہی ہے۔ اگر آپ نہیں آئے تو بہت ممکن ہے کہ حافظ صاحب الیکشن ہار جائیں (ا) مولانا نے حکم دیا فوراً سامان سفر تیار کرو۔ ہم نے جلدی سے ہولڈ ال اور اٹیچی تیار کر دیا اور مولانا کے ساتھ سامانِ سفر کو ریلوے اسٹیشن پر پہنچا دیا۔ مولانا روانہ ہو گئے۔ بجنور پہنچ کر مولانا نے اپنی شعلہ بیانی اور جادو بیانی سے وہ کام لیا کہ الیکشن کا پانسہ ہی پلٹ گیا اور حافظ ابراہیم صاحب بہت آسانی کے ساتھ جیت گئے۔

۱۹۔ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی صاحب ۱۹۴۱ء میں مدرسۃ الاصلاح پر تشریف لائے تھے۔ اسوقت میں جامعہ ملیہ اسلامیہ میں زیر تعلیم تھا اس لئے عینی شاہد کی حیثیت سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ واللہ اعلم

۲۰۔ ۱۹۴۳ء میں جب میں جامعہ ملیہ اسلامیہ سے بی اے کرنے کے بعد گھر لوٹا تو استاد مکرم مولانا امین احسن اصلاحی مدرسہ کو خیرباد کہہ چکے تھے۔ ان کو غیر حاضر پا کر میں بہت رویا اور آنسوؤں کے سوا میرے کچھ ہاتھ نہ آیا بعد میں ۱۳/ اگست ۱۹۴۴ء کو میں مجلس منتظمہ کا ممبر منتخب ہوا اور پھر ۱۹۴۵ء میں معتمد کے عہدے پر فائز کیا گیا کیوں ایسا کیا گیا مجھے معلوم نہیں۔ آج جب ماضی کی طرف مڑ کر دیکھتا ہوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابھی کل کی بات ہے۔

۲۱۔ مولانا اصلاحی فقیری میں شاہی زندگی گزارتے تھے ان کے اخراجات تمام تر ذمہ داری ہمدم دیرینہ مولانا اختر احسن اصلاحی پر تھی وہی مولانا امین احسن اصلاحی کی تنخواہ بھی وصول کرتے تھے خود مولانا امین احسن اصلاحی صاحب کیا جانیں کہ ان کی تنخواہ کتنی ہے۔ اوران کے اخراجات کتنے ہیں ؟ وہ صرف اپنے اعلیٰ معیار زندگی کو جانتے تھے اور اللہ انکے معیار کو قایم رکھے ہوئے تھا وہ کیا گئے کہ رونق حیات گئی ان کے جانے کے بعد علمی لحاظ سے مدرسہ یتیم ہو گیا۔

مولانا اصلاحی اردو فارسی عربی اور انگریزی پر یکساں قادر تھے مگر قرآن کے عشق نے ان کا رخ عربی زبان کی طرف موڑ دیا اور اچھا کیا۔

درس و تدریس کے علاوہ مولانا تصنیف و تالیف اور ہندوستان گیر علمی، سماجی جلسوں میں بھی عملاً حصہ لیتے تھے۔ میں اکثر ان کے ہم سفر ہوتا تھا۔ اور سفر میں وہ میری ضرورت محسوس کرتے تھے۔

۲۲۔ مولانا امین احسن اصلاحی کے زمانے میں مولانا حمید الدین کے چھوٹے بھائی حاجی رشید الدین صاحب ناظم، بانی مدرسۃ الاصلاح مولانا محمد شفیع صاحب نائب ناظم جناب عبدالرحمٰن صاحب قانون گو معتمد مال، اور جون ۱۹۳۷ء میں ان کے انتقال کی بعد جناب ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب معتمد مال بنائے گئے یمولانا شبلی صاحب متکلم ندوی مہتمم مدرسہ تھے۔ مولانا اصلاحی، مدرسہ میں کاغذی ذمہ دار کبھی نہیں رہے مگر عملاً ہر چیز کے وہی ذمہ دار رہے اور ہر چیز ان کے اشارے پر گردش کرتی رہی۔

۲۳۔ مولانا امین احسن اصلاحی صاحب، ۱۹۵۲ء میں اپنے والد ماجد جناب حافظ مرتضٰی صاحب کے انتقال پر، اپنے وطن موضع بمہور تشریف لائے تھے میں بھی اپنے استاد سے ملنے بمہور گیا تھا وہاں سے واپسی میں میرے ساتھ صرف میرے آنسو تھے۔

۲۴۔ مدرسہ چھوڑ کر مولانا اصلاحی کے پٹھان کوٹ (پنجاب) اور پھر پاکستان چلے جانے کے بعد، مدرسۃ الاصلاح کے منتظمین، اساتذہ اور طلبہ اپنی محرومی کو یاد کر کے ہاتھ ملتے رہے اور میں تو اکثر روتا رہا۔

۲۵۔ مولانا امین احسن اصلاحی اور مولانا اختر احسن اصلاحی کے باہمی تعلقات کی بابت، اتنا جان لینا کافی ہے کہ دونوں ایک جان دو قالب تھے، دونوں احسن تھے میرا دونوں کا برسوں ساتھ رہا۔ دونوں نے مجھ کو بنانے میں الگ الگ حیثیت سے کوشش کی۔ یہ اور بات ہے کہ میں کچھ بنا بھی یا نہیں؟

۲۶۔ مولانا امین احسن اصلاحی کی تفسیر تدبر قرآن پر میرا اظہار خیال کرنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی چھوٹا منہ بڑی بات کر رہا ہو۔ ویسے مجھے اس شرف پر ناز ہے کہ میں نے مولانا امین احسن اصلاحی اور مولانا اختر احسن اصلاحی دونوں سے پورا قرآن مجید سبقاً سبقاً پڑھا ہے۔ میں جب کبھی کسی آیت کے متعلق کوئی نکتہ بیان کرتا ہوں تو لوگ میرا منہ دیکھنے لگتے ہیں تب میں عرض کرتا ہوں کہ نہیں بھائی میں نہیں بول رہا ہوں یہ میرے دونوں استادوں کے بول ہیں تب وہ مطمئن ہو جاتے ہیں۔

۲۷۔ مولانا اصلاحی کی ہر چیز میرے نزدیک عزیز تر ہے بس اتنا ہی کہہ سکتا ہوں۔

۲۸۔ مولانا فطرتاً انشاء پرداز تھے انکی تحریر میں مولانا آزاد کا شکوہ، مولانا شبلی کی سلاست وروانی، محمد حسین آزاد کی رعنائی اور مولانا فراہی کی حلاوت یہ تمام صفتیں پائی جاتی ہیں۔

۲۹۔ حسب معمول صبح کو جب میں مدرسہ پر پہنچا تو پوری فضا مجھے مغموم نظر آئی ہر شخص سکتے کے عالم میں تھا میں ابھی کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ مدرسہ کے ایک استاد نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا شب میں استاذنا مولانا امین احسن اصلاحی کا انتقال ہو گیا ہے غائبانہ نماز جنازہ کے لئے لوگ تیار کھڑے ہیں۔ آپ جلدی کیجئے میں نے کہا ذرا رکئے میں وضو تو کرلوں۔ اس وقت کی میری کیفیت نہ پوچھئے۔ جیسے اچانک مجھ پر بجلی گر گئی ہو۔

۳۰۔ مولانا فراہی اور مولانا اصلاحی کے افکار وخیالات کی اشاعت کی ذمہ داری ان سب پر عائد ہوتی ہے جس کا شمار متوسلین فراہی واصلاحی میں ہوتا ہے آگے توفیق کی بات ہے اللہ جن سے کام لے لے یہ اس کی مرضی۔

حوالہ

(۱) تار بھیجنے والی، پنڈت جواہر لال نہرو کی معروف بہن وجے لکشمی تھیں۔ وہ بھی کیا زمانہ تھا۔

پروفیسر اشتیاق احمد سے ایک انٹرویو

ظفر الاسلام اصلاحی

(میرے کرم فرما پروفیسر اشتیاق احمد صاحب مولانا اصلاحی کے حقیقی بھتیجے ہیں۔ ان کے والد جناب سلطان احمد صاحب مرحوم مولانا کے چھوٹے بھائی تھے۔ پروفیسر اشتیاق صاحب نے مسلم یونیورسٹی سے سیاسیات میں ایم. اے. اور پی. ایچ. ڈی کی ڈگریاں حاصل کیں اور یہیں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے اور ۱۹۹۷ء میں صدر شعبہ سیاسیات کی حیثیت سے ملازمت سے سبکدوش ہوئے۔ اب وہ علی گڑھ (جامعہ اردو روڈ) میں مستقلاً سکونت پذیر ہیں۔)

ظ۔ مولانا امین احسن اصلاحی اور آپ کا وطن موضع بمہور اعظم گڑھ سے کس سمت میں اور کتنے فاصلے پر واقع ہے؟

ا۔ ہمارا گاؤں اعظم گڑھ شہر سے پورب میں تقریباً ۶ کلو میٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔

ظ۔ بمہور میں مولانا اصلاحی کے علاوہ ماضی قریب میں اور کون معروف دینی اور علمی شخصیات گذری ہیں؟

ا۔ مولانا شبلی ندوی متکلم مرحوم (م ۱۹۷۳ء) اور مولانا داؤد اکبر اصلاحی مرحوم (م ۱۹۸۳ء)۔

ظ۔ مولانا اصلاحی کے والد محترم کا کیا نام تھا اور ان کے کیا مشاغل تھے؟

ا۔ مولانا کے والد (یعنی میرے دادا) کا نام حافظ و حاجی محمد مرتضیٰ تھا۔ خانگی معاملات کی دیکھ ریکھ اور کھیتی باڑی کی نگرانی انکی خاص مصروفیات تھیں۔ زراعت کا

انھیں خاص تجربہ تھا۔ گھر کے لوگ اس باب میں ان سے مشورہ لینا ضروری سمجھتے تھے۔

ظ۔ مولانا اصلاحی کتنے بھائی تھے اور ان کی کیا مصروفیات تھیں ؟

ا۔ وہ تین بھائی تھے۔ ان کے علاوہ باقی دو بھائی جناب مشیر احسن اصلاحی صاحب اور جناب سلطان احمد صاحب (میرے والد مرحوم) تھے۔ اول الذکر تعلیم سے فراغت کے بعد کانپور میں بزنس میں مصروف ہو گئے تھے میرے والد صاحب گھر پر رہتے تھے اور کھیتی باڑی کی دیکھ بھال کرتے تھے۔ انھوں نے ۷ر فروری ۱۹۹۲ء کو وفات پائی۔ ان کے علاوہ مولانا کی تین بہنیں بھی تھیں۔

ظ۔ آپ کی تاریخ پیدائش کیا ہے۔ گھر پر کتنے برس آپ کو مولانا اصلاحی کی سرپرستی میں رہنے کا موقع ملا ؟

ا۔ میری تاریخ پیدائش ۶ر جولائی ۱۹۳۷ء ہے۔ جب میں عہد طفولیت میں تھا اس وقت مولانا مدرسۃ الاصلاح پر تدریسی مشاغل میں مصروف تھے۔ دائرہ حمیدیہ کی نگرانی اور ”الاصلاح“ کی ادارت بھی ان کے ذمہ تھی۔ گھر ہفتہ یا پندرہ روز میں ایک بار آتے تھے اور پھر ۱۹۴۴ء میں دارالاسلام پٹھان کوٹ منتقل ہو گئے۔ اس لیے ان کے ساتھ زیادہ عرصہ رہنے کا موقع نہیں ملا۔

ظ۔ آپ کی تعلیم وتربیت میں مولانا اصلاحی کا کیا رول رہا ہے ؟

ا۔ مولانا کا اثر گھر کے تمام لوگوں پر تھا۔ مجھے بھی ان کی تربیت سے فائدہ پہنچا۔ میں نے ان سے کوئی کتاب وغیرہ نہیں پڑھی البتہ گھر پر رہتے ہوئے وہ ہمیں اچھی اچھی باتیں بتاتے تھے۔ نماز کی تاکید کرتے اور دعائیں وغیرہ بھی سکھاتے۔

ظ۔ مولانا کی نسبت سے آپ کو اپنے بچپن کا کوئی واقعہ یاد ہے ؟

ا۔ مجھے بچپن کا ایک واقعہ یاد آرہا ہے جس سے گھر کے بچوں کی اصلاح وتربیت میں مولانا کی دلچسپی ظاہر ہوتی ہے۔ میں گاؤں کے مکتب میں درجہ اول یا دوم میں پڑھتا تھا ایک روز جناب خلیل الرب صاحب ڈپٹی انسپکٹر آف اسکول معائنہ کے لئے آئے۔ اسکول کی جانب سے میں مولانا کو ان کی آمد کی اطلاع دینے کے لیے گھر گیا۔ ان کے

قریب پہنچا تو وہ لکھنے میں پوری طرح منہمک تھے۔ میں خاموشی سے ان کے پاس بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد خود انھوں نے نظر اٹھا کر دیکھا اور پھر کاغذ وغیرہ سمیٹ کر اٹھ گئے اور گھر میں سے قینچی لے کر آئے اور میرے بال (جو کچھ بے ہنگم لگ رہے تھے) کو تراش خراش کر ٹھیک کیا اور پھر دروازے کے کنوئیں سے پانی نکال کر مجھے نہلایا اور کپڑے تبدیل کئے۔ اتنے میں خلیل الرب صاحب آگئے اور میں وہاں سے چلا آیا۔

ظ۔ مدرسہ سے جب مولانا گھر جاتے تو ان کی کیا مصروفیات رہتی تھیں؟

ا۔ گھر پر رہتے ہوئے گھریلو کاموں میں کچھ نہ کچھ ضرور دلچسپی لیتے تھے۔ گھر کے لوگ ان سے خانگی امور میں مشورہ بھی لیتے تھے۔ انھیں باغبانی کا شوق تھا خود اپنی دلچسپی سے انھوں نے آم کا ایک باغ لگوایا تھا۔ جو بہترین قسم کے پھلوں کے لئے مشہور تھا۔ جب گھر رہتے تو اسے ضرور دیکھنے جاتے مزید برآں گھر پر قیام کے دوران مولانا گاؤں کے لوگوں سے ملاقاتیں کرتے اور ان کے احوال دریافت کرتے۔ کسی کے یہاں خوشی و غمی کا موقع ہوتا تو ان کے یہاں ضرور جاتے۔ گاؤں میں موجود رہتے ہوئے جمعہ کی نماز وہیں پڑھاتے۔ پہلا خطبہ اردو میں دینا ان کا معمول تھا۔

ظ۔ مولانا کی پہلی اہلیہ کہاں کی تھیں۔ ان سے کتنی اولاد ہیں ان میں سے کس کس کو مولانا اپنے ساتھ پٹھان کوٹ لے گئے تھے؟

ا۔ مولانا کی پہلی اہلیہ اصیل پور پھریہا کی تھیں۔ ان سے پانچ اولادیں (تین صاحبزادے ابو صالح اصلاحی اور ابو سعد اصلاحی، ابو سعید اصلاحی اور دو صاحبزادیاں۔ (شمس النساء و قمر النساء) ہوئیں۔ مولانا کی اہلیہ اور ان کی بڑی صاحبزادی مولانا کے پٹھان کوٹ منتقل ہونے سے قبل انتقال کر چکی تھیں۔ ابو سعد اصلاحی کے علاوہ باقی لوگ مولانا کے ساتھ پٹھان کوٹ منتقل ہوئے اور بعد میں انھوں نے لاہور میں سکونت اختیار کی۔

ظ۔ مولانا ابو سعد اصلاحی صاحب پٹھان کوٹ یا لاہور منتقل ہونے کے بجائے وطن ہی میں رہے۔ کیا ایسا مولانا کی مرضی سے ہوا؟

ا۔ ہاں۔ وہ مولانا کی مرضی سے گاؤں میں رہے اور ان کی حیات میں پاکستان آتے جاتے رہے۔

ظ۔ مولانا کی دوسری شادی کب اور کہاں ہوئی؟ دوسری اہلیہ سے ان کی اولاد کی تفصیلات کیا ہیں؟

ا۔ پہلی اہلیہ کے انتقال کے کئی سال بعد پٹھان کوٹ میں قیام کے دوران مولانا کی دوسری شادی راہوں (گرداس پور۔ پنجاب) میں ہوئی۔ شادی سے قبل گھر آکر انھوں نے اپنے والد صاحب سے اس کی باقاعدہ اجازت لی تھی اور اس باب میں گھر والوں سے مشورہ بھی کیا تھا۔ دوسری اہلیہ سے کئی اولاد ہوئیں لیکن ایک صاحبزادی (مریم) کے علاوہ باقی سب کم عمری میں وفات پاگئیں۔

ظ۔ مدرسہ پر مولانا کی ذمہ داریاں بڑی اہم تھیں۔ تدریس کے علاوہ دائرہ حمیدیہ کی نگرانی اور الاصلاح کی ادارت ان کے ذمہ تھی۔ ان سب کے باوجود وہ یہاں سے رخصت ہوگئے۔ اس کے اسباب پر کچھ روشنی ڈالیں گے؟

ا۔ میرے خیال میں جماعت اسلامی کے کاموں کے لئے امیر جماعت کی طلب پر مولانا مدرسہ کی مصروفیات چھوڑ کر دارالاسلام پٹھان کوٹ (جماعت کے صدر دفتر) منتقل ہوئے تھے۔

ظ۔ مولانا کے وطن آنے جانے کا سلسلہ کب تک قائم رہا۔ آخری بار وہ کب گھر آئے؟

ا۔ <u>۱۹۴۷ء</u> تک مولانا کے گھر آنے جانے کا سلسلہ برابر قائم رہا۔ دو تین ماہ میں ایک بار ضرور گھر آتے۔ پھر اس کے کئی برس بعد <u>۱۹۵۲ء</u> میں وہ گھر آئے۔ اس وقت ان کے گھر آنے کی خاص وجہ ان کے والد صاحب کی طویل علالت تھی اس کی اطلاع انھیں پہلے مل گئی تھی لیکن قید و بند کی آزمائش کی وجہ سے وہ سفر نہ کر سکے۔ رہائی کے بعد انھوں نے وطن کا رخ کیا لیکن ان کے گھر پہنچنے سے چار پانچ روز قبل ہی ان کے والد صاحب وفات پاچکے تھے۔ گھر پہنچ کر ہی انھیں یہ افسوسناک خبر ملی۔

ظ۔ مولانا اصلاحی کے پاکستان میں مستقلاً سکونت پذیر ہونے کے بعد ان سے آپ کی مراسلت رہی ہوگی۔ تدبر کے مکاتیب اصلاحی نمبر میں آپ کے نام کوئی خط نظر سے نہیں گذرا۔ اس بارے میں کچھ وضاحت فرمائیں گے؟

ا۔ مولانا سے میری خط و کتابت ۱۹۶۵ء تک قائم رہی۔ ان کا آخری خط مجھے والد صاحب کے انتقال پر فروری ۱۹۹۲ء میں ملا تھا۔ ان کے بہت سے خطوط میرے پاس جمع تھے۔ میں انھیں بہت عزیز رکھتا تھا۔ لیکن افسوس کہ مکان کی منتقلی کے دوران یہ خطوط کاغذات کے انبار میں کہیں دب گئے اور اب تک ان کا سراغ نہ مل سکا۔ البتہ ان کا آخری خط میرے پاس محفوظ ہے۔

ظ۔ کیا آپ کے نام خطوط میں مولانا اصلاحی مدرسۃ الاصلاح و اہل مدرسہ کی نسبت سے بھی کچھ لکھتے تھے؟

ا۔ مولانا میرے بڑے ابا تھے میرے نام ان کے خطوط بالکل ذاتی نوعیت کے ہوتے تھے۔ ان میں گھریلو معاملات اور گھر کے لوگوں کا ہی تذکرہ ہوتا تھا۔

ظ۔ مولانا اصلاحی نے اپنے ایک مضمون میں ذکر کیا ہے کہ مولانا فراہیؒ نے انھیں بلنچی (Vluntchi) کی کتاب (Theory of State) سبقاً سبقاً پڑھائی تھی۔ علم سیاسیات آپ کے مطالعہ و تحقیق کا خاص موضوع رہا ہے، وضاحت فرمائیں کہ اس کتاب کی کیا خصوصیت ہے اور اس کے مصنف کہاں کے رہنے والے تھے؟

ا۔ بلنچی کی کتاب علم سیاسیات کے اصول و مبادیات پر ہے۔ یہ کتاب پہلے مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ میں بی. اے. کی سطح پر داخل نصاب تھی اور غالباً سر سید کے زمانہ سے ہی ایم. اے. او. کالج کی درسیات میں شامل تھی۔ قرین قیاس یہی ہے کہ مولانا فراہی نے کالج میں طالب علمی کے دوران اسے پڑھا تھا اور اسی زمانہ سے وہ اس کے مباحث سے بخوبی واقف تھے۔ یہی وجہ ہے کہ علم سیاسیات کے بنیادی مسائل کے تعارفی مطالعہ کے لئے وہ اس کتاب کو کافی اہمیت دیتے تھے۔

ظ۔ سیاسیات کے میدان میں بھی مولانا کا مطالعہ بہت وسیع رہا ہے۔ 'اسلامی